مصر میں حکمراں جماعت کی تعلیمی خدمات: ایک جائزہ

معروف بن رؤف *

سید شہاب الدین **

ABSTRACT:

In March 1928 a political party named Ikhwanul Muslimoon was established in Egypt after the first world war. At that time the nation was facing challenges of socialism and capitalism in the form of hatred to the religion. Ikhwanul muslimoon got popularity in the surrounding of Egypt in a very short time due to their Islamic ideology and educational services. This article highlights some Islamic and educational activities of Ikhwanul Muslimoon in Egypt. This study concludes that the Ikhwan's rendered academic services to retain the religious identity of the Egyptian society.

تعارف

آج الاخوان المسلمون عرب دنیا کی نمایاں اور متحرک اسلامی تحریک ہے جو مختلف عرب ممالک میں سیاسی، سماجی، اخلاقی، علمی، تعلیمی اور تحقیقی خدمات سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں ایسے باصلاحیت اور تعلیم یافتہ افراد تیار کر رہی ہے جو نہ صرف اعلیٰ تعلیم یافتہ بلکہ بہترین کردار کے بھی حامل ہیں۔

تاریخ پر نظر دوڑائیں تو مارچ، ۱۹۲۸ء کو مصر کے شہر اسماعیلیہ میں قائم ہونے والی الاخوان المسلمون جو جمہوریت پر یقین رکھنے والی ایک سیاسی اور دینی جماعت ہے، اس کی شاخیں مصر کے علاوہ الجزائر، مراکش، شام، یمن، عراق، لیبیا، قطر، کویت وغیرہ میں بھی قائم ہیں۔ تقریباً ایک صدی قبل حسن البناء جو الاخوان المسلمون کے بانی اور پیشے کے لحاظ سے استاد تھے، اخوان کی بنیاد ایک ایسی کیفیت میں رکھی کہ جب مصری عوام علمی وفکری جمود کا شکار تھی اور مادہ پرستانہ نظام کے ساتھ ساتھ اشتراکی تحریکوں کے باعث مصر کی سیاسی مجالس میں اسلام کا نام لینا نکّو بننے کے مترادف تھا۔(۱)

یہ وہ دور تھا کہ جب دمشق کی جامعات میں اعلانیہ خدا کا جنازہ نکالا جا رہا تھا، تعلیمی اداروں میں کھلم کھلا اسلام اور

* ریسرچ اسکالر شعبہ تعلیم، جامعہ کراچی　　برقی پتا: maro_of@yahoo.com

* ڈاکٹر، لیکچرار شعبہ بین الاقوامی تعلقات، وفاقی اردو یونیورسٹی　　برقی پتا: shahabhashmi2012@gmail.com

تاریخِ موصولہ: ۲۰۱۲/۱۲/۱۵ء

محمد ﷺ پر زبان درازی عام تھی اور پارکوں اور عوامی مقامات پر مسلمان نماز پڑھتے ہوئے شرماتے تھے (۲)۔اس سب کیفیت کی وجوہ جاننے کے لیے ہمیں مصری تاریخ کا جائزہ لینا ہوگا۔

فرعونی تہذیب اور عرب قومیت

صدیوں پرانے مصر کا بہت سی تہذیبوں سے سابقہ پیش آیا۔فرعونی تہذیب کی فکری چھاپ آج تک مصر کی پہچان اور شناخت رہی ہے۔''نحن ابناء الفراعنه''، یعنی ''ہم فرعون کے فرزند ہیں'' صدیوں سے مصریوں کی ایک معقول تعداد کا محبوب نعرہ ہی نہیں بلکہ یہ ان کا عقیدہ رہا ہے۔یہی وجہ ہے کہ آج کے اس دور میں بھی اس نعرہ کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا نصب العین بنانے والے افراد کی کوئی کمی نہیں ہے۔اسلام کے ظہور کے بعد گو کہ امت واحدہ کا تصور فروغ پایا تاہم ملوکیت کے بعد سے فرعونی عصبیت میں جکڑی ہوئی مصری قوم نے عرب قومیت کو سینے سے لگایا اور مصر کی حدود سے نکل کر عرب دنیا کی قیادت کی خواہش بھی ان کے اندر شامل ہوگئی۔

پہلی جنگ عظیم (۱۹۱۴ء-۱۹۱۹ء) میں ترکی کی شکست اور خلافتِ عثمانیہ کے خاتمے نے جہاں ترکی کو اسلام کی آفاقیت سے قومی عصبیت میں مبتلا کیا وہیں مصر میں بھی مصری قومیت کا جذبہ مزید فروغ پایا۔نتیجتاً مختلف وطنی تحریکوں نے جنم لینا شروع کیا سعد زغلول کے نعرہ ''الدین لله والوطن للجميع'' کو فروغ حاصل ہوا (۳)۔اس دور میں کیپٹیلزم، سوشلزم، امپیریئیلزم، کیمونزم، عیسائیت اور پیشہ ور دین داروں کے نظریات نے مصری معاشرہ کو متاثر کیا اور نتیجتاً اسلام بطور دین یا مذہب کے تناظر میں ان کے مابین بہت سے شکوک وشبہات کے ساتھ مغرب کی ذہنی غلامی کو فروغ ملا۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مصری قوم ذہنی واخلاقی زوال کا شکار ہوگئی اور لوگوں کا اسلام سے تعلق کم سے کم ہوتا چلا گیا۔سید قطب کے بقول ''مصر میں اشتراکیت کے لیے تعصب کے علاوہ کچھ اور عوامل بھی کارفرما ہیں۔مصری عوام اس لیے کیمونسٹ نہیں کہ وہ اشتراکیت سے محبت رکھتے ہیں، بلکہ اس لیے کہ وہ اسلام کو ناپسند کرتے ہیں۔پس نتیجہ یہ کہ ہر وہ چیز جو اسلام کے مطابق ہو وہ ان کی پسند نہیں'' (۴)۔غرض پہلی جنگ عظیم کے بعد مصری معاشرے کا اخلاقی انحطاط اپنے عروج پر تھا۔

یہ وہ دور تھا کہ جب حسن البناء نے الاخوان المسلمون کی بنیاد رکھی اور مصری قومیت اور عرب عصبیت کی نفی کرتے ہوئے امت مسلمہ کی بات کی۔اخوان کے قیام سے قبل انہوں نے مختلف علماء اور مشائخ سے ملاقاتیں کر کے ان کی توجہ اس جانب مبذول کروائی۔ان افراد میں شیخ احمد عسکری، حسن آفندی، سبد الفطاح، جامعہ سلفیہ کے شیخ احمد کبیر، استاد محمد احمد اظہری اور عبدالعزیز پاشا نمایاں ہیں (۵)۔حسن البناء مصر میں اسلامی شعائر کی تباہی اور تعلیمی وفکری انحطاط کا ذمہ دار برطانیہ اور فرانس کے ساتھ مغرب پرست حکمرانوں کو بھی سمجھتے تھے۔انہوں نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں مغربی تہذیب کی خرابیوں اور تباہی سے مصری عوام کو آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان پر یہ بھی واضح کیا کہ اسلام روحانیت اور مادیت کا ایک حسین امتزاج ہے۔

ان پڑھ عوام سے رابطہ

اس ساری کیفیت میں عوام کو تعلیم یافتہ اور باشعور بنانے کے لیے الاخوان المسلمون نے مصری عوام کے مسائل و مشکلات کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں پیش کرنا شروع کیا اور ساتھ ساتھ ان کی اخلاقی برائیوں کے تدارک کے لیے مصروف عمل ہو گئے۔ قاہرہ بے راہ روی، فسادِ اخلاق اور مغربیت میں جس بری طرح ڈوبا ہوا تھا حسن البناء کی نگاہ میں اس کا علاج صرف مسجد کے خطبوں سے ممکن نہ تھا۔ لہٰذا الاخوان المسلمون نے اپنی دعوت کا ہدف ان افراد کو بنایا جو مساجد سے دور تھے۔(۶)

ابتداً جو طریقہ اختیار کیا اس کے مطابق وہ ناخواندہ آبادیوں کو نماز اور روزے کی تعلیم دیتے، قرآن کریم کی چند سورتیں یاد کرواتے۔ اسلام کو محض چند عبادات کی بجائے پوری زندگی کا ضابطہ بتاتے اور لوگوں کو ادب و آداب کا عادی بناتے۔ اس کام کے لیے درس وتدریس، وعظ و بحث کو وسیلہ کے طور پر استعمال کیا گیا۔ اس مقصد کے لیے اخوان المسلمون نے اپنے کارکنان کے ایسے گروہ تیار کیے جو قہوہ خانوں اور دیگر عوامی جگہوں پر جہاں سینکڑوں افراد روزانہ شام کو تفریح کے لیے جمع ہوتے تھے، درس ووعظ ونصیحت کے ذریعے دین اور تعلیم کی جانب راغب کرتے۔ یہ گروہ جس میں الاخوان المسلمون کے سربراہ حسن البناء خود بھی شامل ہوتے قہوہ خانوں میں جا کر قہوہ نوشی، قصہ خوانی اور شیشہ کشی کے بجائے ان پڑھ عوام کو دین کے تقاضوں کی جانب راغب کرتے (۷)۔ دین کو بہ حیثیت مجموعی زندگی کے ہر گوشے میں نافذ کرنا ان کا مشن تھا۔ الاخوان المسلمون نے مصری عوام کی توجہ اس جانب بھی مبذول کروانے کی کوشش کی کہ اسلامی حکومت کے قیام کے خلاف ہونے والوں میں پیشہ ور دین دار لوگ بھی شامل ہیں، جبکہ اسلام میں دین داری کوئی پیشہ نہیں ہے۔(۸)

الاخوان المسلمون نے اپنے قیام کے چند سالوں میں ہی اپنی دعوت کا دائرہ کار مصر کے پچاس شہروں تک پھیلا لیا۔ مصری معاشرے کی ہمہ پہلو اصلاح کا کام سرانجام دینے کے لیے جہاں انہوں نے تعلیم یافتہ طبقے کو اپنی کوششوں کا مرکز بنایا وہیں بادشاہت اور استعمار کی چکی میں پسے ہوئے غریب اور ان پڑھ مصری عوام کو بھی اپنی کوششوں کا محور رکھا(۹)۔ خود حسن البناء کے الفاظ میں ''جماعت کے کارکنان نے کوئی بستی اور قصبہ ایسا نہ چھوڑا جہاں وہ نہ پہنچے ہوں۔ مسجدوں، گھروں اور چوپالوں میں جا جا کر انہوں نے دعوت پھیلائی''(۱۰)۔ اس تناظر میں الاخوان المسلمون کے اعلیٰ تعلیم یافتہ رضا کاروں نے معاشی اور تعلیمی ترقی کے لیے کئی تجاویز پیش کیں اور ایک سیاسی جماعت ہونے کے باوجود کئی علمی، سماجی، معاشی اور تعلیمی منصوبوں پر کام کا آغاز کیا۔ جن میں کم تنخواہ رکھنے والے افراد کے لیے کم قیمت گھر اور ان کے بچوں کے لیے اعلیٰ تعلیم کے مواقع اور صحت کی بہترین سہولیات شامل تھیں۔

تعلیمی وتربیتی نظام:

حسن البناء کو دارالعلوم میں دوران تدریس آخری سال تھیسز کا جو موضوع دیا گیا اس کا عنوان تھا ''تعلیم سے فراغت کے بعد آپ کیا کام کرنے کی خواہش رکھتے ہیں اور اس کے لیے کیا وسائل اختیار کریں گے''۔اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ''میں داعی اور معلم بننا چاہتا ہوں۔دن کو سال کے اکثر ایام میں مصر کی نئی نسل کو تعلیم دوں گا اور راتوں کو اور چھٹیوں کے ایام میں ان کے والدین کو دین کے مقاصد سے آگاہ کروں گا۔اس غرض کے لیے ہر وہ وسیلہ اختیار کروں گا جو میرے بس میں ہوگا۔تقریر سے گفتگو سے،تصنیف وتالیف سے،کوچہ گردی اور بادہ پیمائی سے،الغرض ہر موثر ہتھیار سے مدد لوں گا(۱۱)۔حسن البناء کی سوچ وفکر کا انداز معاشرے سے یکسر جدا تھا اور یہی خوبی وہ اپنے اخوان میں بھی دیکھنا چاہتے تھے۔قید کے دوران ان کے یہ الفاظ آج ایک استعارہ بن گئے ہیں کہ ''میرے دشمن میرا کیا بگاڑ لیں گے،اگر انہوں نے مجھے قید کیا تو مجھے خلوت کی نعمت نصیب ہوگی،اگر جلاوطن کیا تو سیاحت کا موقع مل جائے گا اور اگر قتل کر دیا تو شہادت کا عظیم مرتبہ میسر آجائے گا'' (۱۲)۔یہی وجہ ہے کہ نہ قید خانے اخوان کا کچھ بگاڑ سکے،نہ جلاوطنیاں ان کے لیے وطن کے دروازے بند کرسکیں اور نہ ہی شہادتوں سے ان کی رفتار پر کوئی فرق آسکا۔

الاخوان المسلمون نے عوام کو سامراجی طاقتوں سے ہوشیار کرنے اوران کے خلاف عوام کو تیار کرنے کے ساتھ ان کی تعلیم وتربیت پر بھی بھرپور توجہ دی۔الاخوان المسلمون نے افراد کی تعلیم وتربیت میں جن پہلوؤں کو خصوصی طور پر ملحوظ خاطر رکھا ان میں ربانیت،جامعیت،تعمیر وایجابیت،اعتدال وتوازن،اخوت واجتماعیت اور صبر استقلال شامل ہیں (۱۳)۔حسن البناء کی دس مشہور وصیتیں گو کہ اپنے کارکنان کو کی گئیں تھیں تاہم اخوان نے اپنے تعلیم وتربیت کے پروگرامات میں انہی خطوط پر عوام کی تعلیم وتربیت کا بھی اہتمام کیا۔ان میں سے ہر وصیت فرد کو ایجابیت اور تعمیر وعمل پر ابھارتی ہے۔ان کی وصیت تھی کہ (۱۴)

1۔ حالات جیسے کچھ بھی ہوں اذان کی آواز کانوں میں پڑتے ہی نماز کے لیے کھڑے ہوجاؤ۔

2۔ قرآن کی تلاوت کرو یا اس کا مطالعہ کرو یا اسے سنو یا اللہ کو یاد کرو،اپنا کوئی وقت بے فائدہ کاموں میں صرف نہ کرو۔

3۔ فصیح عربی بولنے کی کوشش کرو اس لئے کہ یہ اسلام کا شعار ہے۔

4۔ کوئی بھی معاملہ ہو اس میں زیادہ بحث ومباحثہ سے پرہیز کرو اس لئے کہ اس سے کوئی بھی فائدہ نہیں ہوتا۔

5۔ زیادہ نہ ہنسو اس لئے کہ جس دل کا تعلق اللہ سے ہو وہ سنجیدہ اور باوقار ہوتا ہے۔

6۔ مذاق نہ کرو،مجاہد امت کوشش اور محنت کے علاوہ کسی چیز سے واقف نہیں ہوتی۔

7۔ مخاطب سے اپنی آواز بلند نہ کرو،اس میں رعونت پائی جاتی ہے اور مخاطب کو تکلیف ہوتی ہے۔

8۔ افراد کی غیبت اور اداروں کی زخم کاری سے بچو اور خیر کے سوا کوئی بات نہ کہو۔

9۔ اپنے جس بھائی سے ملو اس کا مکمل تعارف حاصل کرو۔ گرچہ وہ تم سے اس کا مطالبہ نہ کرے اس لئے ہماری دعوت کی بنیاد محبت اور باہمی تعارف پر ہے۔

10۔ فرائض بہت ہیں اور وقت کم ہے، دوسروں کی ان کے اوقات کے صحیح استعمال میں مدد کرو اور اگر تمہیں ان سے کوئی کام ہو تو اسے جلد نمٹاؤ۔

تعلیمی خدمات:

الاخوان المسلمون کی تاریخ کے جائزہ سے اس بات پر کوئی دو رائے نہیں کہ انہوں نے مصری معاشرے کو مغربی سیلاب سے روکنے اور اس میں اسلامی تہذیب کا ذوق پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ خاص طور پر تعلیمی عمل کو اس کیفیت سے بچانے اور مصر کی سرکاری وزارت تعلیم میں ہونے والی غیر ملکی مداخلت کی نشاندہی کرتے ہوئے مغرب سے ماخوذ نظام تعلیم اور اس کے نتیجہ میں ہونے والی بے راہ روی کو روکنے کی کوشش کی۔ اگر کہا جائے کہ الاخوان المسلمون کے تمام رفاحی کاموں میں تعلیمی کام پہلے نمبر پر ہے تو یہ غلط نہ ہوگا اور اس کی تصدیق آج کے مصر میں الاخوان المسلمون کی سیاسی قوت سے بھی ہوتی ہے۔

تعلیمی ادارے:

اپنے قیام کے دو سالوں کے اندر ہی الاخوان المسلمون نے تعلیم کے میدان میں بہت کام کیے۔ اسماعیلیہ میں لڑکیوں کا ایک مدرسہ قائم کیا(۱۵)۔ شبراخیت میں بچوں کا اسکول اور دارالصناعت قائم ہو چکا تھا۔ جو بچے تعلیم مکمل نہیں کر پاتے تھے وہ دارالصناعت میں داخل ہو جاتے تھے۔ محمودیہ میں بھی قرآن پاک کے حفظ اور ناظرہ کی تعلیم کی درس گاہیں قائم کر دی گئیں تھیں اور اسی طرح دقہلیہ میں بھی حفظ و ناظرہ کی تعلیم کا مدرسہ جاری ہو چکا تھا۔

''نیکی اور خدمت خلق'' کے نام سے قائم الاخوان المسلمون کے ایک شعبہ کے تحت جہالت و ناخواندگی کے خاتمے کے لیے صبح اور شام کے اسکول چلائے جاتے تھے۔ اسی طرح حفظ قرآن اور تعلیم بالغان کے مدارس بھی اسی کی نگرانی میں کام کرتے تھے(۱۶)۔ ثقافتی دائرے میں الاخوان المسلمون نے جو تعلیمی و تربیتی اسکیمیں شروع کیں، وہ نہ صرف عوام میں مقبول ہوئیں بلکہ حکومت بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی اور اس وقت کے وزیر اعظم' محمد محمود پاشا نے الاخوان المسلمون کو ان علاقوں میں بھی مدارس کھولنے کا مشورہ دیا جہاں ان کے مدارس نہ تھے۔ الاخوان المسلمون نے ایک بورڈ تشکیل دیا جس میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے ابتدائی و ثانوی مدارس کے ساتھ فنی درس گاہیں قائم کیں۔ ناخواندگی کے خاتمے کے لیے مدارس کھولے۔ مزدوروں اور کسانوں کے لیے شام کے اسکول اور امتحان میں ناکام ہونے والے طلبہ کے

لیے کئی مراکز جاری کیے گئے۔مزدوری کے باعث تعلیم سے محروم رہ جانے والے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے شعبہ جات قائم کیے،صنعتی تعلیم کے مراکز سمیت لڑکوں کی تعلیم کے لیے نجی اسکولز اور لڑکیوں کی تعلیم کے لیے مدارس امہات المومنین کے نام سے قائم کیے گئے۔غرض الاخوان المسلمون کی ہر شاخ کے ساتھ ایک مدرسہ لازم تھا۔

الاخوان المسلمون نے زندگی کے ہر شعبہ سے وابسطہ افراد کی طرح مزدوروں کے حقوق کے لیے بھی آواز بلند کی جس کا ایک اہم نکتہ صنعتی علاقوں میں تعلیمی ادارے کھولنے کا تھا(۱۷)۔اخوان کے تعلیم بالغان کے ایک مرکز میں ۱۷۳ مزدور بہ یک وقت تعلیم حاصل کرتے تھے۔اسی طرح صرف قاہرہ میں ۳۱ تعلیم گاہوں میں سے ۱۱ کالجز تھے۔(۱۸)

نصابِ تعلیم:

ہر جگہ کی طرح مصر میں بھی نصاب تعلیم کو انگریز نے اپنی خصوصی توجہ کا ہدف بنایا۔نصاب کے ذریعہ ہی آنے والی نسلوں تک اس قوم کا فلسفہ حیات اور نظریہ منتقل کیا جاتا ہے۔اسی طرح ہمیشہ سے فاتح قوم کی نفسیات یہ رہی کہ وہ مفتوح قوم کا اپنی تاریخ سے رشتہ ختم کرے یا اس کے ان خاص معاملات ہی کو نگاہوں کا مرکز بنائے رکھے جو ان کے اقتدار کے لیے چیلنج نہ ثابت ہوسکیں۔اس کی ایک مثال مصر میں المدرستہ المصریہ میں تاریخ کے نصاب اور کتب کے ایک مخصوص انداز سے ملتا ہے۔اس نصاب میں تاریخ اسلامی کا جتنا بھی حصہ شامل کیا گیا اس کے نتیجے میں ثانوی درجہ بلکہ جامعات کی سطح کا ایک طالب علم بھی اس نصاب کو پڑھ کر معاشرے میں جانے کے بعد اسلام کی اجتماعی فکر اور اس کے انسانی نظریہ کے بارے میں کچھ نہیں جان سکتا۔کیونکہ اس نصاب میں صرف غزوات اور جنگوں کے واقعات ہی موجود ہیں۔جس کے نتیجے میں ایک طالب علم اسلام کو صرف ایک جنگی معرکہ ہی سمجھتا ہے۔اس کی نگاہ میں اسلام کبھی بھی فکری، اجتماعی یا انسانی معرکہ نہیں بن سکتا(۱۹)۔اس لیے الاخوان المسلمون کی کوشش تھی کہ مصری وزارتِ تعلیم سے غیر ملکی ماہرین کو فارغ کروایا جائے جو کہ جدید اسلامی تقاضوں سے ہم آہنگ نصابِ تعلیم بنوانے میں سب سے بڑی رکاوٹ تھے۔(۲۰)

طالب علم:

یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ نوجوان اور طلبہ کسی بھی معاشرے بالخصوص تحریک کے لیے سب سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔الاخوان المسلمون نے ابتداء ہی سے طلبہ کو غیر اسلامی شعائر کے خلاف متحد کرنے کی کوشش کی۔خود حسن البناء نے الازہر یونیورسٹی اور دیگر جامعات کے طلبہ کو الاخوان المسلمون کی دعوت پر جمع کرنے کی کوشش کی(۲۱)۔الاخوان المسلمون کی اس تمام کاوش کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۹۵۱ء کے کالجز میں ہونے والے طلبہ کے انتخابات میں الاخوان المسلمون کے حامی طلبہ کے گروپس کامیاب ہوئے،جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔(۲۲)

نمبر شمار	کالج بمعہ قسم	کل سیٹیں	الاخوان کی حاصل کردہ سیٹیں
۱	زرعی کالجز	۱۱	۱۱
۲	انجینئرنگ کالجز	۱۰	۷
۳	کامرس کالجز	۱۳	۷
۴	سائنس کالجز	۱۱	۱۱
۵	آرٹس کالجز	۱۶	۱۱
		کل ۶۱	کل ۴۷

تعلیم نسواں:

خواتین کسی بھی معاشرے کا ایک اہم جز ہونے کے ساتھ معاشرے کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ مغربی تہذب کے ساتھ ساتھ اشترا کی تحریک نے بھی عورت کو اپنی تشہیر کے لیے استعمال کیا۔الاخوان المسلمون نے خواتین میں اسلامی شعائر کی بیداری کے لیے تنظیم الاخوات المسلمات قائم کی (۲۳)۔جس کا مقصد گھریلو خواتین کے ساتھ ساتھ طالبات اور نوکری کرنے والی خواتین کو الاخوان المسلمون کے پلیٹ فارم پر جمع کرنا تھا۔

حسن البناء خواتین کے معاشرے میں اہم کردار سے آگاہ تھے۔لہٰذا انہوں نے اس مقصد کے لیے ہفتہ وار تعلیمی پروگرامات کا انعقاد کیا جس میں دستکاری، تحریری و تقریری مقابلے، آرٹ و مضمون نویسی وغیرہ کے مشاغل میں شامل تھیں۔اسی کے ساتھ ساتھ طالبات کو مفت کوچنگ، کپڑوں کی سلائی، کھانا پکانے کی تربیت، قرآن کی تلاوت، مذہبی تعلیم اور نماز پڑھنے کے طریقے سکھائے جاتے تھے۔ان تمام چیزوں کے نتیجے میں الاخوات المسلمات مصر کی سطح پر خواتین کی ایک بہت بڑی تنظیم بن گئی جس کی اپنی خواتین رہنماؤں کی نگرانی میں علیحدہ سرگرمیاں وسیع پیمانے پر ہونے لگیں۔(۲۴)

تعلیمی پالیسیاں:

الاخوان المسلمون کی یہ خوش قسمتی رہی ہے کہ اس کے سربراہ سمیت کئی افراد اساتذہ اور ماہر تعلیم تھے۔حسن البناء اور سید قطب سمیت بہت سے افراد باقائدہ وزارت تعلیم میں خدمات بھی سرانجام دیتے رہے جس کے نتیجے میں وہ مصری تعلیمی صورتحال سے بہ خوبی آگاہ تھے۔اس لیے انہوں نے انتہائی عملی اور پراثر منصوبے، تعلیمی عمل کو بہتر بنانے اور معاشرے سے جہالت کو ختم کرنے کیے لیے بنائے۔محمد محمود پاشا سے لے کر دوسری جنگ عظیم تک جتنی بھی وزارتیں ملک میں قائم ہوئیں حسن البناء نے انہیں الاخوان کی جانب سے لکھے گئے خطوط کے ذریعے مشورے اور تجاویز پیش کیں۔اسی طرح کے ایک خط میں حسن البناء نے توجہ دلائی کہ ’’مصری معاشرے کے اندر اخلاقی اقدار فنا ہو رہے ہیں اخلاقی فضائل و محاسن افسوس

ناک حد تک پامال ہو چکے ہیں اور ہر طرف سے انہیں تہ و بالا کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اصلاح کے لیے متعدد وسائل اختیار کرنے کی ضرورت ہے اور ان میں بنیادی وسیلہ یہ ہے کہ تعلیم کے سرچشمہ کو درست کیا جائے۔'' (۲۵)

مصری نظام تعلیم کو ابتداء ہی سے انگریزوں نے اپنے منظورِ نظر افراد کے حوالے کیا ہوا تھا تا کہ وہ اپنے مخصوص مقاصد کے لیے انہیں استعمال کر سکیں۔ انہی میں سے ایک نام ڈاکٹر طہٰ حسین کا ہے۔ انہوں نے وزیرِ تعلیم بننے کے بعد انگریزوں کی دعوت پر انگلستان کا دورہ کیا اور وہاں سے واپسی پر ایک کتاب بعنوان ''مستقبل الثقافۃ فی المصر'' کے ذریعے مصر کے لیے ایک ایسی تعلیمی پالیسی پیش کی جو مغربی ممالک کی سیکولر تعلیمی پالیسی کی اندھی تقلید تھی۔ جس کے مطابق مغربی تہذیب سے سب کچھ من و عن لے کر اسے اختیار کر لیا جائے۔ اس کے برخلاف سید قطب وزارت تعلیم کے نگران اعلیٰ کی حیثیت سے 1948ء میں امریکہ گئے وہاں کے تقریباً دو سالہ قیام اور امریکی معاشرے کے گہرے مطالعہ کے نتیجے میں واپس آ کر انہوں نے امریکی نظام تعلیم پر تنقید کے ساتھ مصری وزارتِ تعلیم کے سامنے تعلیمی امور کے حوالے سے اسلامی سفارشات بھی پیش کیں۔ (۲۶)

الاخوان المسلمون نے جو تعلیمی پالیسی پیش کی اس کے مطابق سب سے پہلے ایک ایسی مستقل اور دیرپا پالیسی وضع کرنے پر زور دیا گیا جو معیارِ تعلیم میں اضافہ کے ساتھ ساتھ طلبہ کی اخلاقی تربیت اور تعلیم کی تمام سطحوں پر مطلوبہ مقاصد کے حوالے سے یکسانیت اور وحدت پیدا کر سکے۔ اسی طرح اس کے مزید نکات میں اسلامی تاریخ و تہذیب کی تاریخ پر توجہ، یعنی تعلیم کو تعلیم کی تمام سطحوں میں بنیادی مضمون کی حیثیت سے شامل کرنا، لڑکیوں کے تعلیمی نظام اور نصاب پر نظرِ ثانی کر کے اسے لڑکوں کے نصاب سے مختلف اور لڑکیوں کے دائرے کار کے قریب تر کرنا، اساتذہ کے معیار کو بہتر بناتے ہوئے اس سے ایسے تمام افراد کو باہر نکالنا جو عقیدہ اور اخلاق کے لحاظ سے کمتر ہوں، سائنسی علوم پر پوری توجہ کے ساتھ مغربی فلسفہ اور مغربی سائنس کا فرق واضح کرنا تھی۔ (۲۷)

حاصل مطالعہ:

الاخوان المسلمون نے اسلامی اصولوں کو اپناتے ہوئے مصر میں عوام کے لیے تعلیم کو ذریعہ ترقی بنا کر زندگی کے تمام شعبہ جات میں قابل عمل نظام کے طور پر پیش کیا۔ تعلیم کے ذریعہ انہیں کمیونسٹوں اور سرمایہ دارانہ نظام کے ظلم و ستم سے آگاہ کیا اور جہالت اور غربت کے اندھیروں سے نکالا۔ مصری عوام کو تعلیم کے ذریعہ ایک ایسا عزم عطا کیا جس نے بہت ہی کم عرصہ میں مصر میں نہ صرف جہالت کے خاتمے میں اہم کردار ادا کیا بلکہ مصر میں اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کی ایسی کھیپ تیار کی جو اسلام کے عادلانہ اور فلاحی نظام کو ریاست کے اندر نافذ کرنے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے۔

الاخوان المسلمون کی دعوت فکر اور ان تعلیمی سرگرمیوں اور کوششوں سے مصر میں ایسا انقلاب آیا کہ جو زبانیں دین اور

سیاست کی تفریق کا نعرہ بلند کر کے عوام کو اپنی جانب متوجہ کرتی تھیں اور جن کے اذہان مغرب اور مغربی تہذیب سے متاثر تھے انہی زبانوں سے یہ آواز آنے لگی کہ اسلام عقیدہ بھی ہے اور عبادت بھی، وطن بھی اور نسل بھی، دین بھی ہے اور ریاست بھی، روحانیت بھی ہے اور عمل بھی اور اسلام قرآن بھی ہے اور تلوار بھی۔ الاخوان المسلمون نے جو تعلیمی سرمایہ اور خدمت مصری معاشرے کی فکری بقا اور ترقی کے لیے انجام دیں وہ دنیا کی دیگر ترقی پذیر اور ترقی یافتہ ممالک کے لیے تعلیمی ماڈل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

مراجع وحواشی

(۱) شہابی، فیض، مسلم دنیا، ص358، لاہور، اسلامک ریسرچ اکیڈمی، 1993ء

(۲) القرضاوی، یوسف، الاخوان المسلمون کے ستر سال، ص117، لاہور، مکتبہ مصباح، 2004ء

(۳) حامدی، خلیل احمد، اخوان المسلمون: تاریخ، دعوت، خدمات، ص17-18، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز، 2010ء

(۴) قطب، سید، معرکہ اسلام و سرمایہ داری، ص181، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، 1989ء

(۵) حامدی، خلیل احمد، حسن البناء کی ڈائری، ص18، لاہور، اسلامک پبلیکیشنز، 1992ء

(۶) احمد، افتخار، اخوان المسلمون، ص251، فیصل آباد، میزان پبلیکیشنز، 1990ء

(۷) قطب، سید، معرکہ اسلام و سرمایہ داری، ص20، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، 1989ء

(۸) القرضاوی، یوسف، الاخوان المسلمون کا تربیتی نظام۔ص103، لاہور، ادارہ مطبوعات طلبہ، 2004ء

(۹) حامدی، خلیل احمد، حسن البناء کی ڈائری، ص18، لاہور، اسلامک پبلیکیشنز، 1992ء

(۱۰) حامدی، خلیل احمد، اخوان المسلمون: تاریخ، دعوت، خدمات، ص19، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز، 2010ء

(۱۱) حامدی، ایضاً، ص17-18

(۱۲) القرضاوی، یوسف، الاخوان المسلمون کا تربیتی نظام۔ص133، لاہور، ادارہ مطبوعات طلبہ، 2004ء

(۱۳) القرضاوی، ایضاً، ص14

(۱۴) القرضاوی، ایضاً، ص113-112

(۱۵) حامدی، خلیل احمد، اخوان المسلمون: تاریخ، دعوت، خدمات، ص19، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، 2010ء

(۱۶) القرضاوی، یوسف، الاخوان المسلمون کا تربیتی نظام، ص79، لاہور، ادارہ مطبوعات طلبہ، 2004ء

(۱۷) احمد، افتخار، اخوان المسلمون، ص280، فیصل آباد، میزان پبلیکیشنز، 1990ء

(۱۸) حامدی، خلیل احمد، اخوان المسلمون: تاریخ، دعوت، خدمات، ص77، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز، 2010ء

(۱۹) قطب، سید، معرکہ اسلام و سرمایہ داری، ص167، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، 1989ء

(۲۰) ماہنامہ ترجمان القرآن، ص69، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، جولائی 2004ء

(۲۱) ماہنامہ ترجمان القرآن۔ایضاً، ص69

(۲۲) Dr. Syed Wasim Uddin, Historical Survey of Akhwan ul Muslimoon as a Political Party of Egypt (1927 1952), New Horizons, Vol. 1, Number 1, Jan 2007, Pg 55.

(۲۳) Mansfield, Peta Naseer's Egypt Penguin Books Middlesex 1965

(۲۴) الغزالی، زینب، روداد قفس، ص 104، لاہور، ادارہ معارف اسلامی، 1983ء

(۲۵) حامدی، خلیل احمد، اخوان المسلمون: تاریخ، دعوت، خدمات، ص 22، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز، 2010ء

(۲۶) قطب، سید، معرکہ اسلام وسرمایہ داری، ص 18، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، 1989ء

(۲۷) Valikiotis P.J, Egypt Science Revolution, Geoge Allen and Uniwin ltd London, 1968. Pg 99